Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A historical and research study of the personal and personal circumstances and events of Sayyiduna Ibrahim (peace be upon him) in the books of hadiths

کتب احادیث میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ذاتی و شخصی احوال ووقائع کا تاریخی و تحقیقی مطالعہ

Dr. Moazzam Nawaz Virk
Assistant professor, Govt.Graduate College Civil Lines Sheikhupura,

Muzamil Mushtaq
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Government Graduate College for Women, Sheikhupura

Abstract

Today, all living followers of the divinely revealed religions in the world, including Muslims, Jews, and Christians, share a common attachment to Prophet Ibrahim (Abraham) (peace be upon him). Although the Quran does not mention the punishment that befell his people after his departure, they are still counted among the nations that were punished. The rulers, priests, and idolaters of Babylon who sought to undermine the message of Ibrahim (peace be upon him) and the polytheistic inhabitants who blindly followed these oppressors have been eradicated from the world to such an extent that no trace of them remains today. However, the man whom these people tried to burn to ashes for the "crime" of upholding the word of Allah, and who eventually had to leave his homeland in a state of destitution, was granted such honor by Allah that his name has been revered for four thousand years and will continue to be so until the Day of Judgment. All Muslims, Christians, and Jews in the world unanimously acknowledge this Friend of the Lord of the Worlds as their leader. Whatever light of guidance has reached the world in these forty centuries has been due to this one man and his pure progeny. While he will undoubtedly receive great rewards in the Hereafter, even in this world, he achieved such respect and honor that none of those who exhaust themselves in the pursuit of worldly gains have ever attained.

Keywords: Prophet Ibrahim, divinely revealed religions, Muslims, Jews, Christians, Quran.

تعارف

آج دنیا کے تمام زندہ الہامی سلسلۂ مذاہب کے پیرو مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور نصرانی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یکساں وابستگی رکھتے ہیں۔ قرآن میں اگرچہ اُس عذاب کا ذکر نہیں کیا گیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکل جانے کے بعد ان کی قوم پر آیا، لیکن ان کا شمار مُعذّب قوموں ہی میں کیا گیا ہے۔ بابل کے حکمران اور پنڈت اور پروہت جنھوں نے ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کو نیچا دکھانا چاہا تھا اور اس کے وہ مشرک باشندے جنھوں نے آنکھیں بند کر کے ان ظالموں کی پیروی کی تھی وہ تو دنیا سے مٹ گئے اور ایسے مٹے کہ آج دنیا میں کہیں ان کا نام ونشان تک باقی نہیں۔ مگر وہ شخص جسے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے جُرم میں ان لوگوں نے جلا کر خاک کر دینا چاہا تھا اور جسے آخر کار بے سروسامانی کے عالم میں وطن سے نکل جانا پڑا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ چار ہزار برس سے دنیا میں اس کا نام روشن ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دنیا کے تمام مسلمان، عیسائی اور یہودی اس خلیل رب العالمین کو بالاتفاق اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ دنیا کو ان چالیس صدیوں میں جو کچھ بھی ہدایت کی روشنی میسر آئی ہے اسی ایک انسان اور اس کی پاکیزہ اولاد کی بدولت میسر آئی ہے۔ آخرت میں جو اجر عظیم اس کو ملے گا وہ تو ملے گا ہی، مگر اس دنیا میں بھی اس نے وہ عزت پائی جو حصولِ دنیا کے پیچھے جان کھپانے والوں میں سے کسی کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راغو بن فالح بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔(1)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾(2)

"اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سمیت اکثر علمائے نسب کا کہنا ہے کہ اس کا نام "تارخ" تھا۔ اہل کتاب "تارخ" کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا: یہ آزر اس بت کا نام ہے جس کی وہ پوجا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اسے بھی "آزر" کہنے لگے۔ امام ابن جریرؒ نے فرمایا:

"صحیح یہ ہے کہ اس کا نام آزر تھا۔ شاید اس کے دو نام ہیں یا ایک نام ہو اور دوسرا عرف۔ اور یہی بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔"(3)

ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابوضیفان (مہمان نواز) تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تارخ کی عمر پچھتر سال تھی۔ ان کے علاوہ ناحور اور ہاران بھی تارخ کے بیٹے تھے اور ہاران کے بیٹے لوط علیہ السلام تھے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے درمیانے بیٹے تھے۔ ہاران کی وفات اس کے باپ کی زندگی میں اسی علاقے میں ہو گئی تھی جہاں وہ پیدا ہوا۔ وہ کلدانیوں کا علاقہ یعنی بابل کی سرزمین تھی۔ تاریخ وہ سیرت کے مصنفین کے ہاں یہی مشہور ہے۔ ابن عساکر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا ہے: "صحیح بات یہ ہے کہ آپ کوثی (بابل) میں پیدا ہوئے۔"(4)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شکل وشباہت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے عیسیٰ بن مریم، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام سرخ فام، گھنگریالے بالوں والے اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے، فربہ بدن تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور ابراہیم علیہ السلام؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی (محمد ﷺ) کو دیکھ لو۔“[5] نقد حدیث: اسنادہ صحیح

محقق شعیب ارنوؤط نے لکھا ہے کہ اس کی سند شرط بخاری پر صحیح ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں اور شیخین کے رجال ہیں سوائے عثمان بن مغیرہ کے، وہ صرف بخاری کے رجال میں سے ہیں۔ (حاشیہ مسند احمد، رقم: ۲۶۹۷)۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”ابراہیم علیہ السلام (کا حلیہ معلوم کرنے) کے لیے اپنے ساتھی (محمد ﷺ) کو دیکھ لو۔ موسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بالوں والے، گندمی رنگت کے تھے، سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی نکیل کھجور کے پتوں کی تھی گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وادی کے نشیب میں اتر رہے ہیں۔“[6]
نقد حدیث: صحیح،

شیخ البانی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۲۲۲۲)

والد کو دعوتِ توحید:

آپ کا والد بت پرست اور بت فروش بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے اسی کو توحید کی دعوت دی کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ پورے خلوص کے ساتھ اس کی خیر خواہی کی جائے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعوتِ توحید کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور اپنے مشرک باپ کو بڑے پیار اور ادب سے تبلیغ کی مگر باپ نے انتہائی سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو سخت دھمکی دی۔ ابراہیم علیہ السلام نے والد کے توحید کو ماننے سے انکار اور دھمکیوں کے جواب میں بڑے ادب واحترام سے فرمایا: ”سَلٰمٌ عَلَیۡکَ“ آپ پر سلام ہو یعنی آپ کو میری طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی نہ میں آپ سے کوئی گستاخی کروں گا۔ میری طرف سے آپ بالکل محفوظ ہیں۔ اس کے بعد مزید حسن سلوک کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿سَأَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيٓۖ إِنَّهُۥ كَانَ بِي حَفِيّٗا﴾[7]

”میں آپ کے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ وہ میرے ساتھ بہت مہربان ہے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے تو آزر کے چہرے پر گرد وغبار اور سیاہی ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ وہ کہنے لگا: آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: یارب! آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس دن لوگ اٹھائیں جائیں گے اس دن تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ اس سے بڑھ کر رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ رحمت سے دور (جہنم میں جارہا) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے۔“ پھر فرمایا جائے گا: ابراہیم! آپ کے قدموں میں کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو نجاست میں لتھڑا ہوا ایک بجُّو نظر آئے گا جسے ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[8] نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۱۴۱۱۸)

قوم کو دعوتِ توحید:

اہل بابل بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہی سے بت پرستی کے بارے میں مناظرہ کیا تھا اور مجسموں کو توڑ پھوڑ کر اور ان کی تحقیر وتذلیل کر کے ان کا باطل ہونا واضح فرمایا تھا۔

﴿مَا هَٰذِهِ ٱلتَّمَاثِيلُ ٱلَّتِيٓ أَنتُمۡ لَهَا عَٰكِفُونَ﴾[9]

”یہ کیا مورتیاں ہیں جن پر تم معتکف ہو۔“

قوم نے جواب دیا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے۔ یعنی ان کے پاس صرف یہی ایک دلیل تھی کہ ہمارے باپ دادا کا طریقہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسرے شریکوں کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ تب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے۔ بالآخر سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب قوم سالانہ جشن کے لیے شہر سے باہر گئی تو موقع پا کر بت خانے میں داخل ہوئے اور بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب قوم نے یہ منظر دیکھا تو بجائے اس کے کہ وہ بتوں کی بے بسی اور اپنی جہالت پر غور کرتے وہ جذبہ انتقام میں جلنے لگتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں قوم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں باندھ کر منجنیق میں رکھا گیا اور اس کے ذریعے سے آگ میں پھینکا گیا تو آپ فرما رہے تھے:

”حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ“

”ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔“

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

”حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ“

”ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔“

یہ بات ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت فرمائی تھی جب انہیں آگ میں پھینکا گیا۔[10] نقد حدیث: صحیح

محقق ایمن صالح شعبان نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (حاشیہ جامع الاصول، رقم: ۵۴۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بارش کا فرشتہ کہنے لگا: مجھے حکم دیا جائے میں بارش برسادوں؟ لیکن اللہ کا حکم اس سے بھی پہلے پورا ہو گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ (11)

"ہم نے حکم دیا کہ اے آگ! سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: "سلٰما" کا مطلب ہے آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔(12)

منہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"میری زندگی میں کوئی دن اور رات وہاں گزرے ہوئے ایام سے زیادہ خوشگوار نہیں گزرے۔"(13)

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چھپکلی کو قتل کر دیا کرو، وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتی تھی۔"(14) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔(السلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۵۸۱)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چھپکلی کو قتل کر دیا کرو، وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں (اسے تیز کرنے کے لیے) پھونکیں مارتی تھی۔"

چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں مار دیا کرتی تھیں۔(15) نقد حدیث: صحیح

محقق شعیب ارنووط نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ البتہ اس کی سند میں ضعف ہے انہوں نے کہا کہ اس کے ایک راوی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کے احوال سے ہم واقف نہیں ہو سکے اس کے علاوہ تمام رجال ثقہ ہیں۔(حاشیہ مسند احمد، رقم: ۲۵۶۴۳)

حضرت فاکہ بن مغیرہ کی آزاد کردہ خاتون حضرت سائبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی تو ان کے گھر میں ایک نیزہ رکھا ہوا دیکھا۔ میں نے عرض کیا: ام المومنین! آپ اس نیزے کو کیا کرتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ چھپکلیوں کے لیے ہے ہم اس کے ذریعے انہیں مارتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور آپ کی آگ بجھاتا تھا لیکن چھپکلی آگ میں پھونکیں مارتی تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا کریں۔(16) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔(صحیح ابن ماجہ لالبانی، رقم: ۳۲۲۲)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابراہیم علیہ السلام نے تین مواقع کے سوا کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ ان میں سے دو اللہ کے لیے تھے (جن سے اللہ کے دین یعنی توحید کی حقانیت ثابت کرنا مقصود تھا)۔ ایک آپ کا یہ فرمانا: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾(17) "میں بیمار ہوں۔" اور یہ فرمانا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾(18) "یہ کام ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔"

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہا سفر میں تھے کہ ایک ظالم بادشاہ کے شہر (مصر) سے گزر ہوا۔ اسے بتایا گیا: یہاں ایک مرد آیا ہے جس کے ساتھ ایک حسین ترین خاتون ہے۔ اس نے آپ کو بلا بھیجا اور پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "میری بہن ہے۔" آپ نے سارہ علیہا السلام کے پاس جا کر فرمایا: "سارا! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن موجود نہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اسے بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے۔ اب میری بات جھٹلانہ دینا۔" بادشاہ نے سارا علیہا السلام کو طلب کر لیا۔ جب آپ اس کے سامنے پیش ہوئیں تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کو چھونا چاہا تو اسے پکڑ لیا گیا۔ اس نے کہا: میرے لیے اللہ سے دعا کر، میں تجھے تکلیف نہ دوں گا۔ انہوں نے دعا کی وہ ٹھیک ہو گیا۔ اس نے پھر چھونے کی کوشش کی تو پہلے سے زیادہ سخت گرفت میں آ گیا۔ اس نے پھر کہا: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے آپ کو تنگ نہیں کروں گا۔ آپ نے دعا کی وہ ٹھیک ہو گیا۔ تب اس نے اپنے ایک دربان کو بلا کر کہا: تم میرے پاس انسان نہیں لائے، تم تو کوئی جن پکڑ لائے ہو۔ اس نے ان کی خدمت کے لیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو پیش کر دیا۔ جب سیدہ سارا واپس آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے اشارے سے پوچھا: کیا ہوا؟ حضرت سارہ علیہا السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کافر کی سازش کو ناکام کر دیا اور خدمت کے لیے ہاجرہ دے دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے آسمان کے پانی (جیسی پاک بازماؤں اور باپوں) کی اولاد (اہل عرب) یہ (عظیم ہستی) تمہاری والدہ محترمہ ہیں۔"(19) نقد حدیث صحیح

شیخ البانی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔(مشکوٰۃ لالبانی، رقم: ۵۷۰۴)

سارا علیہا السلام واپس آ گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: اللہ نے کافروں کی تدبیر کو ناکام بنا دیا اور خدمت کے لیے ایک لڑکی دے دی۔(20)

ارض مقدس کی طرف واپسی:

اس کے بعد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مصر سے دوبارہ برکت والی سرزمین یعنی ارض مقدس کی طرف لوٹ آئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ مویشی، غلام اور بہت سا مال تھا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام قبطیہ مصریہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تو آپ نے اللہ کے حکم سے نظر اٹھا کر شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کی طرف دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: میں یہ سرزمین تجھے اور تیری اولاد کو قیامت تک کے لیے دوں گا اور تیری اولاد کو بڑھاؤں گا۔ حتیٰ کہ وہ ریت کے ذرات کے برابر ہو جائیں گے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی اس بشارت میں امت محمدیہ ﷺ بھی شامل ہے بلکہ اسی امت میں پیشن گوئی کامل ترین اور عظیم ترین انداز سے پوری ہوئی ہے۔ اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے:

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرقی اور مغربی حصے دیکھ لیے۔ میری امت کی سلطنت وہاں وہاں پہنچے گی جو جو حصہ سمیٹ کر مجھے دکھایا گیا۔"(21) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔(صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۲۶۵۴)

CC BY

جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی سال تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے تیرہ سال بڑے تھے۔ جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کے ذریعے خوشخبری دی کہ حضرت سارہ علیہا السلام سے اسحاق پیدا ہوں گے۔ آپ نے اللہ کو سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے اسماعیل کے بارے میں تیری دعا قبول کی، میں اسے برکت دوں گا، کثرت عطا فرماؤں گا اور بہت زیادہ بڑھاؤں گا، اس سے بارہ سردار ہوں گے اور میں اسے ایک بڑی قوم کا سردار بناؤں گا۔"(22)

یہ بھی اس عظیم امت (محمدیہ) کے وجود کی خوشخبری ہے۔ ان بارہ سرداروں سے مراد بارہ خلفائے راشدین ہیں جن کی خوشخبری اس حدیث میں دی گئی ہے جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کی ہے کہ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "بارہ امیر ہوں گے۔" پھر نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک جملہ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: "وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔"(23) نقد حدیث: صحیح

محقق شعیب ارنؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہ سند حسن ہے سماک کی وجہ سے۔ (حاشیہ مسند احمد، رقم: ۲۰۸۳۶)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: یہ کام (دین کا سلسلہ) قائم رہے گا۔ اور دوسری میں ہے: غالب رہے گا حتی کہ وہ بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔(24) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۱۳۶۶۱))

سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ علیہا السلام مکہ مکرمہ میں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحمت نازل فرمائے! اگر وہ زمزم کو بہنے دیتیں، یا فرمایا: اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتیں...... تو وہ ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر ہاجرہ نے پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا: آپ ہلاکت کا اندیشہ نہ کریں، یہاں اللہ کا گھر ہے جس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کا والد کریں گے۔ اللہ اپنے لوگوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔(25) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح احادیث میں ذکر کیا ہے۔ (صحیح فقہ السیرۃ النبویۃ لالبانی، ج ۱، ص ۴۱)

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انہیں یہ بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔(26) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح حدیث میں ذکر کیا ہے۔ (صحیح ترمذی، رقم: ۲۹۱۲)

جس کے نتیجے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو حکم الٰہی سے ذبح کرنے کی پوری کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور ان کی بجائے ایک مینڈھے کو ذبح کرنے کا حکم جاری کیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ سنت قیامت تک جاری رہے گی۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال ہوئی تو سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

تعمیر کعبہ:

اللہ تعالیٰ نے دعوتِ توحید قبول کرنے والوں کے لیے کعبۃ اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا تاکہ فرزندانِ توحید اس گھر کا طواف کریں اور یہاں آکر نماز ادا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾(27)

"بے شک جو پہلا گھر لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے۔ بابرکت اور جہان والوں کے لیے موجب ہدایت"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مسجد حرام۔ میں نے کہا: پھر کون سی؟ فرمایا: مسجدِ اقصیٰ۔ میں نے کہا: ان کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے؟ فرمایا: چالیس برس۔ میں نے کہا: ان کے بعد کون سی؟ فرمایا: پھر جہاں تجھ پر نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے، سب مسجد ہی ہے۔(28) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۴۳۴۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک عبادت گاہ بنائیں جس کی حیثیت زمین والوں کے لیے وہی ہو جو آسمان کے فرشتوں کے لیے بیت المعمور کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کعبہ شریف کی وہ جگہ بتائی جو آسمان و زمین کی تخلیق کے دن اس کے لیے متعین کر دی گئی تھی۔ جیسے کہ صحیحین میں ارشادِ نبوی ہے:

"اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن محترم فرما دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ وہ اللہ کے حکم کی وجہ سے قیامت تک کے لیے قابل احترام ہے۔" (29) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۱۳۵۲۴)

فضائل خلیل اللہ علیہ السلام:

اولوا العزم پیغمبروں میں حضرت محمد صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد آپ ہی سب سے افضل ہیں۔ آپ ہی کو رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ساتویں آسمان پر اسی بیت المعمور سے ٹیک لگا کر بیٹھے دیکھا تھا جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی کبھی باری نہیں آتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔" (30) نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم: ۸۷۳۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لوگ (قبروں سے) بے لباس اور غیر مختون اٹھیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔" پھر نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾(31)

"جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔"(32) نقد حدیث: اسنادہ صحیح

CC BY

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم:۱۳۸۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے بعد سب سے افضل رسول ہیں۔ اس لیے نمازی کو حکم دیا گیا ہے کہ تشہد میں آپ ﷺ پر درود پڑھے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو سلام کہنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے، آپ پر صلوٰۃ (درود، دعائے رحمت بھیجنے) کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ) (33) نقدحدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، رقم:۷۸۶۶)

سیدنا اسحاق علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام

حضرت اسحاق علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند ارجمند تھے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال تھی۔ آپ کی والدہ حضرت سارہ علیہا السلام کو جب آپ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو وہ نوے سال کی تھیں۔ آپ اپنے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال بعد پیدا ہوئے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آپ کا ذکر اور تعریف موجود ہے۔ فرمایا:

﴿وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ﴾(34)

"اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق کی بشارت بھی دی (کہ وہ) نبی اور نیکوکاروں میں سے (ہوں گے)"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِبنُ الکَرِيم، اِبنُ الکَرِيم، اِبنُ الکَرِيم، اِبنُ الکَرِيم" (35)

"کریم شخصیت کے پڑپوتے، کریم کے پوتے، کریم کے بیٹے اور خود بھی کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔"

سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد اور ان کی باہمی عداوت اور سبب:

اہل کتاب کے نزدیک سیدنا اسحاق علیہ السلام نے اپنے والد کی زندگی میں رفقا بنت بتوایل سے شادی کی۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی، وہ بانجھ تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ نو امید ہو گئی۔ پھر اس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام عیص تھا۔ جسے اہل کتاب عیسو کہتے ہیں، وہ رومیوں کا جدِ امجد ہے اور دوسرا جو اپنے بھائی کی ایڑی پکڑے ہوئے پیدا ہوا۔ اس کا نام "یعقوب" رکھا گیا۔ ان ہی کا نام "اسرائیل" بھی ہے، اسی لیے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اہل کتاب کے نزدیک حضرت اسحاق علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت عیسو سے زیادہ محبت تھی۔ کیونکہ وہ ان کا پہلوٹا بیٹا تھا اور رفقا کو یعقوب سے زیادہ محبت تھی کیونکہ وہ چھوٹے تھے۔

اولادِ اسحاق علیہ السلام کی باہمی عداوت اور سبب:

جب سیدنا اسحاق علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور ان کی نظر کمزور ہو گئی تو انہوں نے اپنے بیٹے عیسو سے کھانا تیار کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اسے حکم دیا کہ جا کر کوئی جانور شکار کرے اور اس کا گوشت پکا کر کھلائے تاکہ آپ اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں۔ عیسو شکار پیشہ آدمی تھا وہ شکار کی تلاش میں نکل گیا۔ رفقاء نے اپنے بیٹے یعقوب سے کہا کہ اپنی بکریوں میں سے دو عمدہ میمنے ذبح کر کے اپنے والد کی پسند کا کھانا تیار کرے اور بھائی کے آنے سے پہلے والد کو پیش کرے تاکہ وہ اس کے حق میں دعا کر دیں۔ پھر اس نے یعقوب کو عیسو کے کپڑے پہنا دیے اور میمنوں کی کھال اس کے بازوؤں اور گردن پر لپیٹ دی کیونکہ عیسو کے جسم پر بہت بال تھے اور یعقوب علیہ السلام کا جسم بالوں سے صاف تھا۔ جب اس نے کھانا لا کر پیش کیا تو اسحاق علیہ السلام نے فرمایا: "تو کون ہے؟" اس نے کہا: آپ کا بیٹا (عیسو) ہوں۔ آپ نے اس سے معانقہ کیا اور فرمایا: آواز تو یعقوب کی ہے لیکن چھونے اور کپڑوں سے عیسو معلوم ہوتا ہے۔ جب سیدنا اسحاق علیہ السلام نے کھا لیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دعا دی کہ وہ اپنے تمام بھائیوں سے زیادہ معزز ہو وہ ان کا اور بعد والی قوموں کا سردار ہو اور اس کا رزق اور اولاد بہت زیادہ ہے۔

جب وہ آپ کے پاس سے نکلے تو ان کا بھائی عیسو بھی والد کے حکم کے مطابق کھانا لے کر حاضر ہوا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ وہ کھانا ہے جس کی آپ نے خواہش کی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تو تھوڑی دیر پہلے میرے پاس کھانا نہیں لایا تھا جسے کھا کر میں نے تجھے دعا دی تھی؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا بھائی یعقوب اس سے پہلے کھانا پیش کر کے دعا لے چکا ہے۔ چنانچہ اسے اس پر بہت غصہ آیا۔ اہل کتاب کہتے ہیں کہ اس نے بھائی کو دھمکی دی کہ باپ کی وفات کے بعد اسے قتل کر دے گا۔ اس کے مطالبے پر اس کے والد نے اس کے لیے دوسری دعا کی کہ اس کی اولاد کو سخت زرخیز زمین ملے اور ان کے رزق اور پھلوں میں اضافہ ہو۔ جب ان کی ماں نے سنا کہ اس نے بھائی کو دھمکیاں دے رہا ہے تو اس نے یعقوب سے کہا کہ اپنے ماموں لابان کے پاس حران کے علاقے میں چلا جائے اور بھائی کا غصہ ٹھنڈا ہونے تک وہاں رہے اور اس کی بیٹیوں میں سے کسی سے شادی کر لے۔ اس نے اپنے خاوند اسحاق علیہ السلام سے بھی کہا کہ یعقوب کو ایسا کرنے کی نصیحت کرے اور اسے دعا دے۔ چنانچہ اسحاق علیہ السلام نے ایسے ہی کیا۔

جب یعقوب علیہ السلام حران کے علاقے میں اپنے ماموں کے پاس پہنچے اور وہاں تقریباً بیس سال کا عرصہ مقیم رہے اور اپنے ماموں کی دو بیٹیوں سے نکاح ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو بہت سی اولاد سے نوازا۔ ۲۰ سال بعد سیدنا یعقوب علیہ السلام جب واپس اپنے علاقے کی طرف آ رہے تھے تو ان کے پاس اہل و عیال کے ساتھ ساتھ بہت سے مویشی تھے جن میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت دی تھی۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے کافی مویشی بطور تحفہ اپنے بھائی عیص کو دیے اور اس طرح دونوں بھائیوں کی صلح ہو گئی۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنے والد سیدنا اسحاق علیہ السلام کے پاس آ گئے اور کنعان کے علاقے میں اپنے والد کے پاس رہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام رہتے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے منسوب شہر الخلیل کو عبرانی میں حبرون (Habron) کہتے ہیں۔ یہ بیت المقدس سے تقریباً ۳۵ کلومیٹر جنوب میں ہے۔ تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عفرون میں صوحار حیثی سے یہاں زمین کا ایک ٹکڑا چار سو نقرط درہموں میں خریدا اور اس میں سارہ کو دفن کیا۔ چنانچہ ایک غار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ سارہ، حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی اہلیہ ربقہ، سیدنا یعقوب علیہ السلام اور ان کی اہلیہ ایلیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر بھی اسی غار (مغارہ) میں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق ان انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر قبہ نما چھت بنا دی۔ (36)

CC BY

مصادر و مراجع

1۔ کتابِ پیدائش، باب:۱۱

2۔ الانعام ۶:۷۴

3۔ طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، تفسیر طبری (جامع البیان)، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ، ۵/۳۱۷، تفسیر سورۃ الانعام، آیت:۷۴

4۔ ابن عساکر، علی بن حسین، ابو القاسم، تاریخ ابن عساکر (تاریخ دمشق): دارِ احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ، ۶/۱۷۷،

5۔ ابن حنبل، احمد، ابو عبد اللہ، مسند احمد، بیت الافکار، عمان، اردن، ۲۰۰۴ء، ۱/۲۹۶

6۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح بخاری، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، س ن، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۵۵

7۔ مریم ۱۹:۴۷

8۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۵۰

9۔ الانبیاء ۲۱:۵۲

10۔ صحیح بخاری، باب التفسیر، حدیث:۴۵۶۳

11۔ الانبیاء ۲۱:۶۹

12۔ تفسیر طبری:۱۰/۵۸، تفسیر سورۃ الانبیاء، آیت:۶۹

13۔ مسند احمد:۶/۲۰۰

14۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، حدیث:۳۳۵۹

15۔ مسند احمد:۶/۲۰۰

16۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، حافظ، سنن ابن ماجہ، باب قتل الوزغ، حدیث:۳۲۳۱، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

17۔ الصافات ۳۷:۸۹

18۔ الانبیاء ۲۱:۶۳

19۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۵۸

20۔ مسند احمد:۲/۴۰۴

21۔ القشیری، ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ھلاک ھذہ الامۃ بعضھم، حدیث:۲۸۸۹، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۸ء

22۔ بائبل، کتاب پیدائش، باب:۱۷، فقرہ:۲۰

23۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، حدیث:۷۲۲۳، ۷۲۲۲

24۔ صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب الناس تبع لقریش، حدیث:۱۸۲۱

25۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۶۴

26۔ ھیثمی، علی بن بی بکر، نور الدین، مجمع الزوائد:۷/۱۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۱ء

27۔ آل عمران ۳:۹۶

28۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۶۶

29۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحرم، حدیث:۱۵۸۷، صحیح مسلم، باب تحریم مکۃ و تحریم صیدھا، حدیث:۱۳۵۳

30۔ مسند احمد:۲/۹۶، صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۹۰

31۔ الانبیاء ۲۱:۱۰۴

32۔ مسند احمد:۱/۲۲۳

33۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۷۰

34۔ الصافات ۳۷:۱۱۲

35۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۸۲

36۔ شوقی ابو خلیل، اطلس القرآن، اُردو (دار السلام) لاہور، بحوالہ معجم البلدان، ج:۲، ص

CC BY